تفسیر ومفسر قرآن ایک اجمالی تجزیہ

حضرت آیت اللہ امام خمینیؒ

قرآن مجید وہ عظیم صحیفۂ الٰہی ہے جس کی عظمت واہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ زمین وآسمان اور فلک بوس پہاڑوں نے اس امانت الٰہی کا بوجھ اٹھانے سے اپنی عاجزی وناتوانی کا اظہار کیا تو حافظ شیرازی کی زبان میں'' قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند'' جی ہاں ! اس کتاب کی عظمت کے لئے یہ بتادینا کافی ہے کہ اس کا مخاطب انسان ہے اور دنیائے بشریت کی ہدایت و رہنمائی اس کا مقصد نزول ، سامراجیت نے اس کتاب کی نابودی کے لئے ہر ممکن ہتھکنڈے استعمال کئے لیکن گذشتہ چودہ سو برس کے دوران وہ اس کتاب میں ایک حرف بھی تبدیل نہ کرسکی۔

صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اب تک اس کتاب کی تفسیر میں ہزاروں کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن اس کی حقیقی اور مکمل تفسیر اب تک نہیں ہوسکی اور قیامت تک اس کی تفسیریں لکھی جاتی رہیں گی اور اس کے علوم ومعارف روز بروز پہلے سے زیادہ موثر انداز میں دنیاوالوں کی نگاہوں کے سامنے منکشف ہوتے رہیں گے۔ درج ذیل مقالہ میں تفسیر مفسر قرآن کے سلسلے میں امام خمینیؒ کے افکار وعقائد پیش کئے جارہے ہیں۔(ادارہ)

درحقیت مفسر کی بنیادی ذمہ داری نزول قرآن کے مقصد کو بیان کرنا ہے۔البتہ سچ تو یہ ہے کہ ابھی تک اس کتاب خدا کی حقیقی ''تفسیر'' نہیں لکھی گئی مجموعی طور پر کتاب کی تفسیر کا مطلب اس میں مندرج مقاصد کوتفصیل سے بیان کرنا ہے۔مفسر کی پوری توجہ اس بات پر مرکوز ہونی چاہئے کہ صاحب کتاب کا نکتہ نظر قاری پر پوری طرح واضح ہوجائے۔ یہ عظیم کتاب خدا کی گواہی کے مطابق ہدایت وتعلیم کی کتاب اور انسانیت کے ارتقاء وسلوک کا نورانی راستہ ہے۔ لہٰذا مفسر قرآن کو چاہئے کہ وہ اس کے قصوں میں سے ہر قصے اوراس کی آیتوں میں سے ہر آیت کے ذریعہ قاری کو عالم غیب، سعادت کی راہوں اور معرفت وانسانیت کے سلوک کی جانب ایک کامیاب رہنما کی حیثیت سے روشناس کرائے۔مفسر جب نزول قرآن کے مقصد کی مکمل تفہیم کے بعد مفسر کہلائے جانے کا مستحق ہے صرف نزول آیات کے سبب کا بیان جیسا کہ تفاسیر میں دکھائی دیتا ہے ، کافی نہیں ہے۔حضرت آدمؑ وحواؑ کے اسی قصے میں ابلیس کے ساتھ ان کی داستان ، ان کی خلقت کے روز اول سے لے کر ان کے زمین میں اترنے تک کہ جسے خداوند عالم نے اپنی کتاب میں مکرر بیان کیا ہے، کتنے معارف ومواعظ ذکر

کئے گئے ہیں اور ساتھ ہی انہیں اسرار کی صورت میں بھی بیان کیا گیا ہے جو ہمیں کتنے ہی عیوب نفس، شیطانی اخلاق اور کمالات ومعارف سے روشناس کراتے ہیں لیکن ہم ان سے غافل ہیں۔

ان تمام معارف میں سے ایک معرفت حسن اخلاق اور سعادت وکمال کی جانب دعوت ہے۔ اسی طرح تفسیر کو عرفانی واخلاقی تفسیر کی خصوصیات سے بھی مزین ہونا چاہئے اور وہ عرفانی واخلاقی جہات سمیت سعادت کی جانب دعوت دینے والی دیگر جہات کو واضح طور پر بیان کرے۔ جس مفسر نے بھی قرآن کی اس جہت سے غفلت کی یا اس سے صرف نظر کیا یا اسے اہمیت نہیں دی تو گویا اس نے قرآن کے اصلی مقصد، کتب سماوی کے نزول اور انبیاء کے بھیجے جانے کے اصل ہدف سے غفلت کی اور یہ اتنی بڑی غلطی ہے کہ جس نے صدیوں سے ملت (اسلامیہ) کو قرآن مجید کے استفادہ سے محروم اور لوگوں پر ہدایت کے دروازہ کو بند کر رکھا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اس کتاب کے مقصد نزول کو عقلی واستدلالی نظر سے سمجھنے کے بجائے خود اس قرآن سے سمجھیں کہ جو اپنے مقصد نزول کو خود بیان کرتا ہے۔ کتاب کا مصنف ہی کتاب کے مقصد کو بہتر طور پر جانتا ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے بارے میں اس کے مصنف کے ارشادات پر نظر کریں تو دیکھیں گے کہ وہ خود فرماتا ہے۔ذلکَ الْکِتابُ لاَرَیبَ فیْه ھُدیً لّلمُتَّقِین [۱] اس آیت میں اس نے اس کتاب کو ہدایت کی کتاب کہا ہے۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ایک مختصر سے سورے میں کئی مرتبہ اس جملہ کی تکرار کرتا ہے۔ وَلَقَد یَسّرنَا الْقُرآن للذّ کرِ فَھَل مِنْ مدّ کر [۲] ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاَنْزَلْنَا الیکَ الذّکرَ لِتُبینَ لِلنّاس مَانُزلَ الیھمْ وَلَعَلّھُم یتَفَکَّرُون [۳] اور کِتَابٌ اَنْزلنَاہ الیَکَ مُبَارکٌ لیَدبّروا آیاتہ وَلِیَتَذَکّر اُلُوا الاَلبَاب [۴] اور اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات ہیں کہ جن کا بیان گفتگو کو طولانی کردے گا۔

اس گفتگو کا مقصد تفاسیر پر تنقید کرنا نہیں ہے ہر مفسر اپنی تفسیر کے لئے زحمتیں برداشت کرتا اور مصیبتیں جھیلتا ہے فللّٰہ درھم وعلی اللّٰہ اجرھم [۵] بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب سے مستفید ہونے کی راہوں کو لوگوں کے لئے کھولا جائے یہی وہ واحد کتاب ہے جو سلوک کی جانب راہنمائی کرنے، نفوس کو مہذب بنانے اور خدا کی بارگاہ میں مودب بننے کے آداب اور روش کو بیان کرنے والی ہے اور جو خالق ومخلوق کے درمیان رابطے اور اس کے مقام ربوبیت کی عزت سے متمسک ہونے کے لئے عروۃ الوثقیٰ اور حبل المتین کی حیثیت رکھتی ہے۔ علما اور مفسروں کو چاہئے کہ فارسی وعربی

(اردو...) میں تفسیریں لکھیں کہ جن کا مقصد قرآن کی تعلیمات اور عرفانی واخلاقی دستورات ، خالق ومخلوق کے درمیان رابطے کی کیفیت ، اس فانی دارغرور (دنیا) سے ہمیشہ زندہ وجاوید رہنے والے دار سرور (آخرت) کی جانب ہجرت کی راہوں کو ویسا ہی بیان کریں جیسا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا مالک سکا کی اور شیخ نہیں ہے جن کا مقصد قرآن سے فصاحت وبلاغت کے نکات کی جمع آوری ہے، نہ وہ سیبویہ اور خلیل ہے کہ قرآن میں جن کی توجہ صرف علم ونحو پر ہوتی ہے اور وہ نہ ہی مسعودی اور خلکان کی مانند ہے جو صرف تاریخ پر بحث کرتے ہیں۔ یہ کتاب حضرت موسیٰ کے عصایا ان کے ید بیضاء یا مردوں کو زندہ کرنے والے دم عیسیٰ کی مانند نہیں ہے جو صرف پیغمبر اکرم کے معجزے اور ان کی نبوت کی صداقت پر دلیل ہو بلکہ یہ صحیفۂ الٰہی خداوند عالم کے علم ومعارف کی حیات ابدی کے لئے قلوب کو زندہ کرنے والی کتاب ہے، یہ خدا کی کتاب ہے جو خداوند عالم کی تمام شان ومنزلت اور معرفت کی جانب دعوت دیتی ہے۔ مفسر کو چاہئے کہ لوگوں کو خداوند عالم کی عظمت ومعرفت کی تعلیم دے اور لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ ان تعلیمات کے حصول کے لئے ان کی جانب رجوع کریں تا کہ ان کے بیانات سے مستفید ہو سکیں۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقرآن مَاهُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُومنِين وَلاَيَزِيْدُ الظَّالِمِيْنَ اِلاّ خَسَاراً [٦] اس سے بڑھ کر بھی کوئی اور نقصان ہوگا کہ ہم چالیس سال قرآن پڑھتے اور تفاسیر کی جانب رجوع کرتے ہیں اور پھر بھی اس کتاب کے اہداف ومقاصد سے دور ہیں! رَبَّنا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِن لّم تَغْفِرْلَنا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسرين۔ [٧]

تفسیر قرآن میں صرف الفاظ پر بحث کرنا

علماء تفسیر کے ایک گروہ کے نظریہ کے مطابق قرآن سے استفادہ صرف علم قرائت کے اختلافی اقوال کی جمع آوری، ان پر بحث ومباحثہ، لغت کے مختلف معنوں کو بیان کرنے، کلموں کی تصریف (ایک کلمے سے مختلف کلمے بنانے) کے مختلف قواعد (اور ان میں کوفی وبصری علماء کے اختلافی اقوال کو ذکر کرنے) لفظی ومعنوی عبارتوں کو خوبصورت بنانے، قرآن کے معجزے ہونے کے دلائل کو پیش کرنے، عرف عام کے معنی بیان کرنے اور ان کے فہم وادراک میں لوگوں کی مختلف ذہنی سطحوں پر بحث کرنے پر ہی منحصر ہے۔ یہ لوگ قرآن کی دعوت، اس کے معنوی پہلوؤں اور معارف الٰہی سے بالکل غافل ہیں۔ یہ لوگ ان مریضوں کی مانند ہیں جنہوں نے طبیب کی جانب رجوع کیا اور اس سے نسخہ بھی حاصل کیا۔

نسخے میں لکھی ہوئی عبارت کو علاج کے لئے حفاظت کو ہی اپنا علاج سمجھ بیٹھے ۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو خود ان کا مرض ہلاک کردے گا واضح رہے کہ صرف نسخے کا علم رکھنا اور طبیب کی جانب رجوع کرنا ہی کافی نہیں بلکہ کتاب کی شکل میں فقط نسخہ کی موجودگی بالکل بے سود ثابت ہوگی۔

تفاسیر کے مختلف شیریں جام

قرآن کی تفسیر کوئی ایسا کام نہیں ہے جسے ہم اور ہمارے جیسے لوگ انجام دے سکیں بلکہ درجہ اوّل کے شیعہ وسنی علماء نے اس باب میں بہت زیادہ کتابیں لکھی ہیں اور ان کی کوششیں قابل قدر ہیں لیکن ہر ایک نے ایک خاص علم میں اپنی مہارت اور تحقیق کے مطابق قرآن کے حقائق کے پردوں میں سے ایک پردے کو اٹھایا ہے۔ ان کی یہ تفسیریں بھی کامل نہیں ہیں۔ گزشتہ صدیوں میں عرفانے جو تفاسیر لکھی ہیں مثلاً محی الدین ابن عربی ۸ نے اپنی بعض کتابوں میں، عبد الرزاق کاشانی۹ نے ''تاویلات'' میں اور ملا سلطان علی ۱۰ نے اپنی تفسیر میں جو روش اختیار کی ہے وہ معرفت کی روش ہے۔ ان میں سے بعض عرفا نے اپنے خاص اور پسندیدہ علم میں اپنی مہارت کے مطابق بہت اچھا لکھا ہے لیکن قرآن وہ نہیں ہے جو انہوں نے لکھا اور تفسیر کی ہے بلکہ یہ سب قرآنی حقائق کے بحر عظمت کے چند قطرے ہیں۔ مثلاً طنطاوی ۱۱ اور اسی طرح قطب ۱۲ نے بھی ایک اور انداز میں تفسیر کی ہے جو اپنے تمام معنوں کے ساتھ پھر بھی قرآن کی مکمل اور حقیقی تفسیر نہیں بلکہ یہ قرآن کے صرف ایک پہلو سے پردہ ہٹانے کی ایک کاوش ہے۔ عرفا اور فلسفی مفسرین کے علاوہ بھی دوسروں نے تفاسیر لکھی ہیں مثلاً ''مجمع البیان'' ۱۳ ایک بہترین تفسیر ہے جس میں شیعہ سنی علما کے اقوال کو جمع کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ لکھی جانے والی دیگر تمام تفاسیر جملہ قرآنی پہلوؤں میں سے ایک پہلو کے حقائق میں سے ایک حقیقت سے پردہ ہٹانے کی کوشش ہے۔ قرآن مجید ایسی کتاب کی مانند نہیں ہے کہ جس کی ہم یا کوئی اور ایک ایسی جامع تفسیر لکھ سکے جو اس کے شایان شان ہو۔ علوم قرآن ایک دوسری طرح کے علوم ہیں جو ہماری عقل وفکر سے بھی ماوراء ہیں۔ ہم اس کتاب خدا کی صرف ایک صورت اور حقائق میں سے ایک حقیقت کو سمجھتے ہیں اور بقیہ حقائق کے لئے اہل بیت عصمت وطہارتؑ کی تفسیر کے محتاج ہیں جو پیغمبر اکرمؐ کی تعلیمات کے معلم ہیں۔

قرآن کی عظمت فہم مفسرین سے بہت بلند ہے

مفسرین کی بہت زیادہ زحمتیں برداشت کرنے کے باوجود قرآنی حقائق اور اس کے ظریف ولطیف نکات کو ہم درک کرنے سے قاصر ہیں اور یہ عجز وناتوانی اس لئے نہیں کہ انہوں نے جان بوجھ کر کوتاہی کی ہے بلکہ اس کی وجہ قرآن کی عظمت ان کی عقلی اور فکری صلاحیتوں سے بہت زیادہ بلند ہے۔

قرآن کی حقیقی تفسیر کا فقدان

بنی نوع انسان کے لئے لازم جملہ علوم ومعارف کے اس خزانے یعنی ''قرآن'' کی آج تک کوئی جامع تفسیر نہیں لکھی گئی اور نہ ہی اس میں موجود علوم ومعارف کو ہمارے لئے بیان کیا گیا ہے۔ یہ وہ حسرتیں ہیں کہ جنہیں ہم اپنے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔قرآن اب بھی انسانی عقل وشعور سے پردے میں مستور اور پوشیدہ ہے۔ ہاں ! قرآن کی بعض آیات ہیں کہ مختلف افراد فلسفیوں اور عارفوں نے محدود وپیمانے پر ان کے بارے میں لب کشائی کی ہے لیکن جو ہونا چاہئے تھا وہ نہ ہوسکا کیونکہ انما یعرف القرآن من خوطب به یعنی قرآن کو وہی پہچان سکتا ہے جو اس کا حقیقی مخاطب ہے۔اگر تفسیر کا مقصد یہی ظاہری اور عرف عام میں سمجھنے والے معنیٰ ہوتے تو ان کو تو لوگ جانتے ہی ہیں پس تفسیر کا مقصد کیا ہے؟ ہم آخر عمر تک افسوس میں ہی زندگی گزاریں گے۔ دشمن حضرت امام رضاؑ کو اپنے تمام مکروحیلہ کے ساتھ مدینہ سے خراسان لے گئے ، انہیں زبردستی لے گئے اور وہ جانتے تھے کہ امامؑ سے کیسا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ دشمن کو پہلے ہی سے یہ بات معلوم تھی کہ امام رضاؑ سلسلہ امامت سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ امام حکومت کو تشکیل نہ دے سکیں یا کم سے کم حقیقی تعلیمات الٰہیہ کو لوگوں تک نہ پہنچا سکیں ۔حضرت امام جعفر صادقؑ کے سامنے راہ کھلی تھی کہ وہ فقط علم فقہ کو وسعت دیں ، بیان کریں اور بہت سے غیر فقہی مسائل کو بھی لوگوں تک پہنچائیں لیکن انہیں جن علوم کو بیان کرنا چاہئے تھا وہ پردہ ہی میں رہ گئے اور پورا علم شریعت بیان سے رہ گیا کیونکہ امامؑ کو ان مسائل اور علوم کے بیان کی نہ آزادی تھی اور نہ ہی شاگرد تھے جو اس بارسنگین کو اٹھاتے۔ امام کے پاس صرف فقہ کے شاگرد آتے تھے۔

پس ہمیں افسوس کرنا چاہئے کہ ہم درک قرآن سے عاجز ہیں۔ روز اول سے آج تک قرآن کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو سے معطر ہیں، بہر حال ہر صورت میں انہیں تفسیر نہیں کہا

جاسکتا۔ درک قرآن سے قاصر ہونے پر ہمیں انّا للّٰہ وَانّا اِلَیْہِ رَاجعُون ۱۴ کہنا چاہئے۔ ابھی تک عادلانہ حکومت بھی تشکیل نہیں پائی ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ سوچیں اور فکر کریں کہ ان تمام اہداف تک پہنچنے کیلئے ہمیں کیا کام کرنا چاہئے ؟

تفسیر قرآن میں صرف ایک پہلو پر توجہ

عرصۂ دراز سے فلاسفہ، عرفا اور متکلمین یعنی علماء علم کلام کی ایک بڑی جماعت فقط قرآن کے معنوی پہلو کی تفسیر میں لگی ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے صرف معنوی زاویوں کی تفسیر پر ہی اکتفا کی ہے۔ ہر ایک نے اپنی فکری وسعت کے مطابق اسے درک کیا اور ساتھ ہی قرآن کے معنوی پہلوؤں کی تفسیر نہ کرنے والوں کی توبیخ بھی کی۔ ان افراد نے اپنے علاوہ تمام لوگوں کو صرف ظاہری خول (چھلکا) قرار دے کر بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ انہوں نے قرآن کی اکثر آیات کی عرفانی ،فلسفی اور معنوی ابعاد کے ساتھ تفسیر کی لیکن دنیوی زندگی میں اس کی ضرورتوں اور قرآنی آیات میں پوشیدہ اس دنیا میں تربیت کے پہلوؤں سے بالکل غافل رہے۔ یہ لوگ اپنے اپنے مسلکوں کی جداجدا راہوں پر چل پڑے۔ ان لوگوں نے فہم و ادراک سے بالاتر معنوں کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کی، دینی تفسیر میں قرآن کے دوسری جہات اور پہلوؤں پر دوسرے لوگوں کی توجہ کی مزمت کی اوراسی طرح فقہی اور تعبدی امور کی جانب توجہ دینے والے اپنے ہم عصر علماء کی راہ کو غلط قرار دیا یہاں تک کہ انہیں ملحد وکافر بھی کہا۔ یہ دونوں روشیں حقیقت کے خلاف ہیں۔ ایک گروہ نے اسلام کو فروع دین کے احکام میں منحصر کیا اور دوسرے نے معنوی احکام اور ماوراء الطبیعت امور میں۔ ان لوگوں نے خیال کیا کہ ماوراء الطبیعت علم ہی تمام جہات کا مالک ہے جبکہ دوسرے گروہ کے مطابق دنیا کے احکام اور اسلامی فقہ میں ہی سب کچھ ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ بے قدر و قیمت ہے

قرآن کی انحرافی تفسیر

اسلام کئی صدیوں سے بیگانوں کے نفوذ کی وجہ سے انحراف اور کج فہمی کا شکار ہے۔ دشمن نے خدا کے اس واحد مکتب جہاد ومبارزہ کو اپنے پروپگنڈے کے ذریعے غلط شکل میں پیش کیا اور قرآن کریم کو ایک مسخ شدہ صورت میں متعارف کرایا جو مشرکوں اور سرکش لوگوں کے قتل کا خدائی حکم دینے اور استعمار اور ظلم کے خلاف قیام کی رغبت دلانے والی تنہا آسمانی کتاب ہے اس دشمنانہ سازش

کی وجہ سے اسلام کے نورانی اور نجات دہندہ احکام یکے بعد دیگر استعماری ایجنٹوں کے ذریعے ان کی اغراض تلے پائمال ہوتے رہے۔

اسلام کو اُلٹا پیش کرنا

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کو نہیں چاہتے ہیں ۱۵؎ ایک علاقے میں فتنہ برپا کرتے ہیں اور مختلف صوبوں میں فساد کی جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو اسلام کا نفاذ نہیں چاہتے اور اگر اسلام چاہتے بھی ہیں تو اپنے من پسند اسلام کا نفاذ چاہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو پیغمبر اکرمؐ اور وحی اسلام کے اسلام میں ردو بدل کرتے اور اسے الٹی شکل میں پیش کرتے ہیں۔

قرآن فقط عرفانی پہلو کا حامل نہیں ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ جب ہم ایک طرف عوام الناس اور دوسری طرف اہل علم کے ایک گروہ میں پھنسے ہوئے تھے جو اسلام کو الٹی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔عرفا اسلام کے پابند تھے مگر اس کے تمام مسائل کو عرفانی معنوں میں ہی بیان کرتے تھے اور وہ دنیوی زندگی کے روز مرہ مسائل کے قائل نہیں تھے۔ اگر کوئی آیت یا روایت ان کی نگاہوں کے سامنے سے گزرتی جو جہاد فی سبیل اللہ کو بیان کرتی تو اسے جہاد نفس سے تعبیر کرتے اور یوں اسلام کو ایک دوسری اور غیر جامع صورت میں پیش کرتے تھے جبکہ اسلام ایک جامع دین ہے اور تمام پہلوؤں پر نظر رکھتا ہے۔ جیسا کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مدت تک ان افراد کے افکار کا بہت چرچا تھا۔ البتہ یہ نیک افراد تھے لیکن اسلام کے صرف ایک پہلو کو ہی مدنظر رکھتے تھے۔

مادیت ومعنویت کی معکوس تاویل

ہم دو زمانوں میں دو گروہوں کے افکار ونظریات میں گرفتار تھے۔ ایک زمانہ میں ایک ایسا گروہ تھا جو بہت عجیب انداز سے قرآن کی تفسیر کرتا اور دوسرے معنی میں اس کی تاویل کرتا تھا۔قرآن کے مادی اور دنیوی پہلوؤں کی جانب ان لوگوں کی کوئی توجہ نہیں تھی۔ وہ تمام آیات کو معنویت وروحانیت کی طرف پلٹاتے تھے حتی مشرکین کے قتل کے حکم قرآنی کو نفس اور نفسانی خواہشات کے قتل کی صورت میں تفسیر کرتے تھے غرض یہ کہ تمام دنیوی مسائل اور ان سے مربوط تمام چیزوں کی تاویل

معنویت میں کرتے تھے۔

ان افراد نے قرآن کے صرف ایک پہلوکو درک کیا تھا یعنی صرف معنوی پہلوکو اور وہ بھی ناقص صورت میں اور تمام مسائل کو اسی کی جانب پلٹاتے تھے۔ ان کے مدمقابل ایک اور گروہ آیا اور اپنے ردعمل کو ظاہر کیا آج بھی ان کے نظریات کی بازگشت سنائی دیتی ہے۔ ایک وہ گروہ تھا جو قرآن واحادیث کو ماوراء الطبیعت علوم کی صورت میں تاویل کرتا اور اس دنیا، حکومت اسلامی اور دیگر شعبہ زندگی سے بالکل غافل تھا۔ ان کے مقابلے میں ایک گروہ ان کا حد درجہ مخالف تھا۔ ان لوگوں نے معنویت کو مادیت پر فدا اور انہوں نے مادیت کومعنویت پرقربان کردیا۔ ہرآیت جو انکے ہاتھ لگتی اسے ایک دنیوی امر کی صورت میں معنی کرتے کہ جیسے سب کچھ اسی دنیا میں ہے اور ماوراء دنیا کچھ نہیں ! ان لوگوں کی نظر میں عالم غیب کے ماوراء کچھ نہیں تھا اور کسی حد تک ان کی باتیں صحیح بھی تھیں لیکن اس دوسرے گروہ نے تو دنیا پر سب کچھ قربان کردیا گویا کہ اس عالم کے بعد کچھ بھی نہیں ہے !

قرآن میں تفکر اور تفسیر بالرائے

بہت سے لوگوں نے اپنے باطل اور بے بنیاد عقیدے کی بنیاد پرقرآن میں تفکر وتدبر کوتفسیر بالرائے سے تشبیہ دی ہے جس کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں۔ ان لوگوں نے غلط رائے اور باطل عقیدے سے قرآن سے مستفید ہونے کی راہوں کو بالکل مسدود کرکے قرآن کو معاشرے میں یکتا وتنہا کردیا جبکہ اخلاقی ایمانی اورعرفانی فوائد حاصل کرنا کسی بھی طرح تفسیر سے مربوط نہیں کہ ہم اسے تفسیر بالرائے کا نام دیں۔ مثلاً اگرکوئی حضرت موسیؑ کی حضرت خضرؑ سے ملاقات، اپنی تمام عظمت ونبوت کے باوجود مزید علمی مقامات تک رسائل کے لئے ان کی حضرت خضرؑ سے گفتگو، اپنی حاجت کو بہت مؤدبانہ طریقے سے جیسا کہ آیۂ شریفہ هل اتبعك على ان تعلمن مما علمت رشدا [۱۶] میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت خضرؑ کی خدمت میں پیش کرنے سفر کے لئے اپنی آمادگی ظاہر کرنے، حضرت خضرؑ کے جواب اورحضرت موسیٰ کی عذرخواہی کرنے،علم کے بلند وبالا مقام اور ایک شاگرد کے اپنے استاد کے سامنے منازل سلوک طے کرنے کے لئے زانوئے ادب تہہ کرنے میں .. کہ شاید اس واقعے میں بیس آداب ذکر کئے گئے ہوں.. غوروفکر اور ان کے مطالب سے استفادہ کرے تو اس کا تفسیر سے

کیا تعلق ہے کہ ہم تفسیر بالرائے کا دروازہ کھولیں یہ وہ مطالب ہیں جنہیں انسان تلاوت سے خود بھی اخذ کرسکتا ہے۔ قرآن کی بہت سی آیتیں اسی طرح ہیں (کہ جن میں تفسیر کی ضرورت نہیں) مثلاً معرفت کو بیان کرنے والی آیتوں میں کہ اگر کوئی تمام حمد وثناء اور تعریف کو خدا ہی سے مخصوص کرنے والے قول خدا الحمد للّٰہ ربّ العالمین سے توحید افعالی کے نکات درک کرے اور کہے کہ اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اس عالم میں موجود تمام کمال و جمال اور عزت وجلال جسے چشم کور اور مادیت کے غلافوں اور حجابوں میں لپٹا ہوا دل لوگوں سے ہی منسوب کرتا ہے، صرف اور صرف خداوندعالم سے مخصوص ہے اور کوئی ایسا موجود نہیں جو خود کسی چیز کا مالک ہو لہٰذا تمام حمد و ثناء اور تعریف صرف اسی کیلئے ہے اوراس میں کوئی اسکا شریک نہیں ، تو یہ تمام باتیں کس تفسیر سے مربوط اور ماخوذ ہیں کہ ہم اس کا نام تفسیر بالرائے رکھیں ؟ اس کے علاوہ اور بہت سے امور ہیں کہ جو خود کسی کلام یا تحریر سے حاصل ہوتے ہیں اور وہ کسی بھی طرح تفسیر سے مربوط نہیں۔ اسکے علاوہ خود تفسیر بالرائے میں بھی گفتگو کی گنجائش موجود ہے کہ جو شاید آیات معارف ، برہان واستدلال کے میزان پر پورے اترنے والے عقل علوم اور اخلاق کو بیان کرنے والی آیات کہ جن میں عقل کوغور وفکر کی اجازت ہے سے مربوط نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ تفسیریں برہان عقلی یا عقل کے واضح اعتبارات کے عین مطابق ہیں اگراس کا ظاہری معنی حقیقت کے برخلاف ہوتو اسے ظاہری معنی پر حمل نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً آیۂ کریمہ وجاء ربّک ۱۷ اور الرحمن علی العرش استویٰ ۱۸ کا ظاہری معنی دلیل وبرہان کے برعکس ہے چنانچہ اس آیت کے ظاہری معنی کو رد کرنا اور دلیل وبرہان کے مطابق اس کی تفسیر کرنا نہ تو تفسیر بالرائے ہے اور نہ ہی قابل مذمت۔

احکام کو بیان کرنے والی آیات اورتفسیر بالرائے

پس یہاں اس بات کا احتمام نہیں بلکہ قوی امکان ہے تفسیر بالرائے کا تعلق احکام کو بیان کرنے والی آیات سے ہو کہ جن میں ہم اپنی رائے دینے اورغوروفکر سے قاصر ہیں اور جن کی تفسیر صرف خالص بندگی اور اطاعت کے ذریعے خزانۂ وحی سے مربوط اور ملائکہ کی محل نزول ہستیوں سے ہی اخذ کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس باب میں اہل سنت فقہا کے نظریات کے برخلاف جو دین خدا کو اپنی عقل اور قیاس سے سمجھنا چاہتے ہیں، بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ لیس شئ بعد من

عقول الرجال من تفسیرالقرآن[19] ایک اور روایت میں ہے کہ دین اللہ لایصاب العقول [20] یہ تمام احادیث اس بات پر شاہد ہیں کہ (دین اللہ) سے مراد دین کے تعبدی احکام ہیں کہ جن کے سامنے بغیر کسی چوں وچرا کے سر تسلیم خم کردینا چاہئے تا کہ انسان تعبد (خالص بندگی) کی منزل کو پاسکے ورنہ تو کائنات کے صانع، اس کی وحدانیت اور پاکیزگی، اثبات معاد ونبوت بلکہ تمام معارف دین میں عقل کو غور وفکر اور تدبر کا پورا حق حاصل ہے اور اسی سے مخصوص ہے۔

تفسیر بالرائے ممنوع ہے

کچھ عرصے پہلے کچھ ایسے لوگ سامنے آئے جو سرے ہی سے تفسیر بیان کرنے کے اہل نہیں تھے۔ یہ لوگ چاہتے تھے کہ اپنے من پسند مقاصد ومطالب کو قرآن وسنت سے منسوب کردیں حتی کہ سوشل ازم کے حامیوں اور کمیونسٹوں نے بھی اپنے آپ کو قرآن سے صرف اسی لئے منسلک کیا تھا تا کہ اپنے مقاصد کو قرآن سے منسوب کرسکیں۔ ان کو نہ تفسیر سے کوئی کام تھا اور نہ ہی قرآن سے کوئی دلچسپی۔ یہ لوگ صرف قرآن سے اپنے کاموں کا جواز پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ نوجوان نسل کو گمراہ کرسکیں اور یہ ظاہر کریں کہ ان کی باتیں اسلام کے عین مطابق ہیں!

لہٰذا جو بات میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ افراد جن کی علمی سطح زیادہ بلند نہیں ہے، وہ نوجوان جو ان تمام مطالب اور دیگر اسلامی مفاہیم سے نابلد ہیں اور تمام وہ افراد جو اسلام کی صحیح معلومات نہیں رکھتے ان کو یہ حق حاصل نہیں کہ قرآن کی تفسیر کریں۔ اگر وہ لوگ اپنے مذموم مقاصد کے لئے قرآن کی تفسیر کریں تو ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ انکی تفسیروں پر توجہ نہ دیں۔ اسلام میں جن چیزوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے ان میں سے ایک تفسیر بالرائے ہے [21] کیونکہ جس نے بھی اپنی رائے کو قرآن کی کسی بھی آیت پر تھوپنے یا اپنی رائے اور ناقص فکر وخیال سے اس کی تفسیر وتاویل کی کوشش کی وہ جہنمی ہے۔ پس ضروری معلوم ہوتا ہے کہ۔ اہل قلم حضرات اور مفکرین کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کردیا جائے کہ وہ اپنی رائے اور ذاتی فکر وخیال سے قرآن اور اسلامی احکامات کی تفسیر وتاویل کرنے سے واقعاً پرہیز کریں۔

انفرادی رائے اور فکر کو تفسیر قرآن میں شامل کرنا

یونیورسٹی کے طلبا اساتید، علما اور دیگر طبقوں کو چاہئے کہ قرآن کریم کی تفسیر اور احکام اسلامی

کی تاویل میں اپنی فردی وشخصی نظر اور ذاتی فکر و خیال کو داخل نہ کریں۔ اسلامی احکامات پر اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ عمل پیراہوں اور مطمئن رہیں کہ عدل وانصاف کی فراہمی ، ملک سے ظالم طاقتوں کی جڑوں کو اکھاڑنے ،ملکی خودمختاری اور آزادی کی حفاظت ، قابل عمل اقتصادی ،قومی دولت کی منصفانہ تقسیم اور اسلام کے نفاذ سے ہی معاشرہ ارتقائی منازل طے کرسکتا ہے اور اس کے لئے بیرونی ملک سے کسی کی تاویلات وتوجیہات کی ضرورت نہیں

تفسیر بالرائے کی سزا

صدر اسلام میں یہ جملہ کئی بار دہرایا گیا کہ جوکوئی اپنی رائے اورفکروخیال کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ یہ ایک قسم کی قبل از وقت کہی گئی بات ہے کہ اگرکوئی قرآن کے برخلاف اپنی فکر اور رائے سے ایک نئی چیز گڑھنا چاہئے تو اس کی اصلاح کرلی جائے لیکن یہ کام قدرے مشکل ہے کیونکہ یہ (گمراہ) لوگ قرآن سے ملتی جلتی بات کرتے ہیں جس کا حقیقت سے جدا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

قرآن سے نابلد افراد کا تفسیر کرنا

بعض گروہوں کے بیانات اور آثار سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے افراد نے میں جن کو اسلامی احکامات اور معارف کی تشخیص کی صلاحیت نہیں ہے بہت سے انحرافی مکتبوں کا اثر قبول کرتے ہوئے قرآن کریم اور احادیث کی اپنی عقل وفکر سے تفسیر کی ہے۔ وہ اپنی آرا کوقرآن سے منسوب کرتے ہیں اور اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہیں کہ اسلامی فقہ کے منابع ومدارک ایسی بنیادوں پر قائم ہیں جن کے لئے طولانی تحقیق اورعمیق درس وبحث کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہیں ان مضحکہ خیز اورسطحی استدلالوں کے ذریعہ ایک دوسرے کی نفی کرنے والی دلیلوں (ادلہ معارض) کی جانب متوجہ ہوئے بغیر اور اسلام کے عمیق اور بلند پایہ معارف کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کیے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔

منافقین اورقرآن کی تفسیر

کچھ مدت سے ہم ایسے لوگوں میں گرفتار ہیں جو پہلے گروہ کے بالکل برعکس ہیں اور تمام

معنویت کا مادیات میں ہی خلاصہ کرتے ہیں ۔خود کو مسلمان کہتے ہیں لیکن نہ ان کا نظریہ توحید اسلامی ہے اور نہ نظریہ بعثت ،نہ انکا نظریہ نبوت اسلام کے مطابق ہے اور نہ نظریہ امامت وقیامت ، سب اسلام کے خلاف ہے۔ یہ لوگ آج کی پیداوار نہیں بلکہ حوزہ علمیہ قم کی ابتدا میں بھی ایسے لوگ تھے۔ اسی طرح کے چند عمامہ پوش افراد ایک دن میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنے درس وبحث سے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قیامت یہی دنیا ہے اور تمام جزا بھی اسی دنیا میں ملے گی ! اس قسم کے افراد تھے اور ماضی میں بھی تھے اور اب ان کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ جب میں نجف اشرف میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا تو ایک گروہ کا نمائندہ میرے پاس آیا اور تقریباً چوبیس دن نجف اشرف میں رہا۔ میں نے اسے ہرروز مہلت دی کہ روزانہ ایک گھنٹہ یا کچھ زیادہ وقت کے لئے میرے پاس آئے تا کہ مجھ سے بحث کرے۔ اس کی تمام باتیں قرآن ونہج البلاغہ سے اخذ شدہ تھیں لیکن اس نے کسی چیز کو بھی صحیح طرح نہیں سمجھا تھا اسی لیے مجھے اسکے بارے میں سوء ظن پیدا ہوگیا۔

قرآن کو گوشہ نشین کرنے کا نتیجہ تفسیر بالرائے ہے

معرفت خدا اور اس کے سیروسلوک کو بیان کرنے والی یہ کتاب ہمارے جاہل ونادان دوستوں کی وجہ سے معاشرے میں تنہا رہ گئی اور اسے تاریک گوشے میں ڈال دیا گیا۔تفسیر بالرائے اور انحرافی اقوال وآرا کے ذریعے اسے بیان کیا جانے لگا جسے تمام ائمہ ہدیٰؑ نے ممنوع قرار دیا تھا اور ہر شخص اپنی نفسانیت،خودغرضی اور اپنے شخصی نظریات سے اس کی تفسیر کرنے لگا۔

اپنی رائے سے قرآن کی تاویل ممکن نہیں

ہمارے پاس ایک ایسی کتاب ہے جو تمام شخصی ،اجتماعی سیاسی، ملکی منافع اور دیگر تمام چیزوں کی حامل ہے۔ البتہ ان تمام تفسیروں اور بیانات سے اس کا فہم ممکن ہے جو اہل تفسیر سے متعلق ہوں۔ ہم اپنی ناقص رائے وعقل سے قرآن کی تاویل نہیں کرسکتے۔ہمیں اس ناقابل تردید حقیقت کی طرف ہمہ تن وہمہ وقت متوجہ رہنا چاہئے کہ'' قرآن کو وہی سمجھ سکتا ہے جو اس کا حقیقی مخاطب ہے۔'' پس وحی اور وحی سے وابستہ افراد کے ذریعے قرآن کو سمجھیں اور الحمد للہ ہم اس سلسلے میں بہت غنی ہیں۔

حوالے:

۱۔سورہ بقرہ، آیت ۲

۲۔ہم نے قرآن کونصیحت کے لئے آسان کردیا ہے، پس ہے کوئی جونصیحت حاصل کرے۔(سورہ قمر، آیت ۱۷)

۳۔اے رسول ہم نے تمہاری طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو صاف صاف اور واضح طور پر بیان کردو کہ ان کی طرف کیا چیز نازل کی گئی ہے شاید وہ تفکر کریں (سورہ نحل ،آیت ۴۴)

۴۔ ہم نے تمہاری جانب مبارک کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور صاحب عقل واندیشہ نصیحت حاصل کریں۔(سورۂ ص ،آیت ۲۹)

۵۔انہوں نے خدا کیلئے زحمت وکوشش کی اور خدا کیلئے نیکی انجام دی چنانچہ انکا اجر خدا ہی پر ہے۔

۶۔ہم قرآن سے وہ نازل کرتے ہیں جومومنین کیلئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کیلئے سوائے نقصان کے کسی اور چیز کا اضافہ نہیں ہوتا۔(سورہ اسرائیل ،آیت ۸۲)

۷۔خداوندا! ہم نے اپنے اوپر خود ظلم کیا اور تو اگر ہمیں معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو بے شک ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔(سورہ اعراف ،آیت ۲۳)

۸۔محمد بن علی بن محمد عربی (۵۶۰۔۶۳۸ ہجری) ساتویں صدی ہجری کے بڑے اسلامی عرفا میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ یہ ''ابن عربی'' ''محی الدین'' اور''شیخ اکبر'' کے نام سے معروف ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''فتوحات مکیہ'' میں آیات قرآن کی عرفانی روش پر تفسیر کی ہے۔

۹۔ملا عبد الرزاق بن جمال الدین (جلال) کاشانی ،کنیت''ابو الغنائم'' اور لقب'' کمال الدین'' کی شہرت سے آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عرفا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انکے تفسیری مطالب ان کی کتاب ''تاویل الآیات'' یا ''تاویلات القرآن '' میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔

۱۰۔سلطان محمد بن حیدر الجنابذی الخراسانی ''سلطان علی شاہ'' کے نام سے چودہویں صدی ہجری کے عارفوں اورصوفیوں میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ ان کی تفسیر''بیان السعادہ فی مقامات العبادہ '' رمز واسرار کے مطالب اور فلسفی نکات سے پُر ہے۔

۱۱۔ طنطانوی بن جوہری مصری (۱۲۷۸۔۱۳۵۸ ہجری) کا شمار مصری دانشمندوں اور قاہرہ دار العلوم کے استادوں میں سے ہوتا ہے۔ ان کی تفسیر کانام''الجوھری فی تفسیر القرآن الکریم'' ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں مسلمانوں کی ضرورت کے احکام اور اخلاق کے بارے میں قلم اٹھایا ہے۔ انکی تفسیر کی سب سے بڑی خصوصیت وہ علمی مباحث ہیں کہ جن میں انہوں نے ۷۵۰ آیتوں کوعلوم طبیعی سے تطبیق دی ہے۔

۱۲۔ سید بن قطب بن ابراہیم ، چودہویں صدی ہجری کے مصری مفکروں میں سے ہیں۔ آپ مصر کے بڑے محققین اورعربی زبان کے استادوں میں سے ایک ہیں۔ آپ اخوان المسلمین کے رکن اور اس کے اخبار کے ایڈیٹر تھے۔ سید قطب مصر میں جمال عبد الناصر کی حکومت میں گرفتار ہوئے اور آپ کو پھانسی دی گئی۔ تفسیر قرآن میں

آپ کی ’’التصویر الفنی فی القرآن‘‘،’’مشاھدة القیامة فی القرآن ‘‘ اور تفسیر فی ظلال القرآن‘‘زیادہ شہرت رکھتی ہیں کہ جس میں آپ اجتماعی مباحث کو زیر بحث لائے۔

۱۳۔مجمع البیان فی تفسیر القرآن؛ یہ تفسیر ابوعلی فضل بن حسن بن فضل طبرسی (۴۶۲-۵۴۸یا۵۵۱ہجری) چھٹی صدی ہجری کے بلند پایہ مفسر اور عالم تشیع کے بڑے فقہا میں شمار کیے جاتے ہیں ۔ انہوں نے اپنی گرانقدر تفسیر میں ادبی بحثوں ،علم قرائت ، دوسرے مفسروں کے اقوال اور آیات کے مطالب کو بیان کیا ہے۔

۱۴۔سورۂ بقرہ آیت ۱۵۶

۱۵۔حضرت امام خمینیؒ کا اشارہ انقلاب مخالف چھوٹے چھوٹے مسلح گروہوں کی جانب ہے جواوائل انقلاب میں ہر جگہ فتنہ برپا کرتے تھے۔

۱۶۔سورۂ کہف ۔آیت ۶۶

۱۷۔اور روز قیامت تمہارا پروردگار آئے گا۔(سورۂ فجر ،آیت ۲۲)

۱۸۔اور رحمٰن نے عرش پر اقتدار وتسلط (استیلاء) پالیا۔(سورۂ طٰہٰ ،آیت ۵)

۱۹۔تفسیر قرآن سے زیادہ کوئی چیز لوگوں کی عقل سے دور نہیں (بحارالانوار ، ج ۸۹،ص ۹۵)

۲۰۔دین خدا کو انسانوں کی ناقص عقول کے ذریعے نہیں سمجھا جاسکتا ہے۔(بحار الانوار،ج ۲،ص ۳۰۳)

۲۱۔عن النبیؐ (من فسر القرآن برایه فلیتبوا معقده من النار) (رسول اکرمؐ: جو اپنی فکر ورائے کے مطابق قرآن کی تفسیر کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔)

❖